مطبوعات

تبلیغ حق مترجمہ مولانا محمد علی صاحب مظفری۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات۔ قیمت ۶/ (غیر مستطیع حضرات ڈاک خرچ بھیج کر مفت منگا سکتے ہیں) ملنے کا پتہ: ادارہ اشاعت اسلامیات۔ حیدرآباد، دکن۔

یہ کتاب ایک فارسی تصنیف "البلاغ المبین" کا ترجمہ ہے۔ اس کتاب کے مصنف کی حیثیت سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا نام لیا جاتا ہے، مگر یہ انتساب اپنی پشت پر کوئی مضبوط شہادت نہیں رکھتا۔ کتاب پیر پرستی اور قبر پرستی کی تردید اور قرآنی توحید کی توضیح میں لکھی گئی ہے۔ مصنف کا زاویۂ بحث و نظر خالص اسلامی اور قرآنی ہے اور انھوں نے کتاب، سنت، آثار، اسوۂ صحابہ اور علماء و صوفیائے حق کے اقوال کی روشنی میں پیر پرستی اور اس کے تمام مشرکانہ اعمال، مثلاً فنا فی الشیخ، استمداد بالقبور، غیر شرعی طریق توسل وغیرہ بدعات کی مدلل تردید فرمائی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ اس کتاب سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ ترجمہ اچھا اور معنی خیز ہے۔ بظاہر بعض جگہ جزوی فروگذاشتیں بھی محسوس ہوتی ہے، مگر ایسی نہیں کہ کتاب کی افادیت پر اس کا کوئی اثر پڑے۔ مترجم کے اپنے قائم کیے ہوئے عنوانات البتہ کافی اصلاح اور نظر ثانی چاہتے ہیں۔ رہ گئیں کتابت کی غلطیاں، تو یہ حیدرآبادی مطبوعات کا ایک عام مرض بن چکی ہیں۔

شمائل الاتقیاء تالیف خواجہ شیخ رکن الدین عماد کاشانی ؒ۔ ضخامت ۴۶۶ صفحات۔ قیمت درج نہیں۔

ملنے کا پتہ: مہتمم اشاعت العلوم۔ حیدرآباد۔ دکن۔

یہ ضخیم کتاب، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، علم تصوف سے تعلق رکھتی ہے اور فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔ اس کے چار باب ہیں۔ پہلے باب میں طریقت و اصحاب طریقت کے افعال و مقامات کی، دوسرے میں "ارباب حقیقت یعنی انبیاء و اکابر اولیاء کے احوال" کی، تیسرے میں ذات و صفات الٰہی اور اس کے متعلقات کی، نیز حضرت خاتم الانبیاء اور ان کی امت کے حالات و فضائل کی، اور چوتھے باب میں حضرت آدم کی خلقت اور ان کے، نیز ان کی ذریت کے اوصافِ کمال کی تشریح کی گئی ہے۔ مولف کی وسعت نظر کا اعتراف کیے بغیر

نہیں رہا جا سکتا۔ انھوں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور تصوف کی صدہا کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ کتاب مرتب فرمائی ہے اور جس کتاب سے جو اقتباس بھی لیا ہے اس کا حوالہ پہلے ہی دیدیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی طرف سے شاذونادر ہی کچھ تحریر کیا ہے۔ ورنہ قریب قریب تمام کی تمام کتاب دوسرے ہی اکابر صوفیہ کے اقوال وآرا کا مجموعہ ہے۔

ہم نے اس کتاب کے جستہ جستہ مباحث دیکھے، کچھ باتیں تو ہم جیسے عامیوں کے احاطۂ فہم و ادراک سے بہت ہی دور معلوم ہوئیں۔ مگر جو باتیں ہماری سمجھ میں آئیں ان کے متعلق یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہی کہ ان میں "رطب" کے ساتھ "یابس" کا بھی ایک بڑا حصہ شامل ہے۔ جن نصوص قرآن وسنت کو نظریات تصوف کی تائید میں پیش کیا گیا ہے ان میں سے اکثر تحریف معنوی اور باطنیت کی تیغ ستم کی فریادی ہیں۔ بطور مثال حدیث من قتل قتیلا فلہ سلبہٗ سے اس استدلال کی جرأت کرنا کہ اگر کوئی شخص سماع کے وقت وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تو وہ شرعاً قوال کا حصہ ہیں، کوئی معمولی جسارت نہیں۔

دیدار الٰہی مترجمہ مولانا غلام ربانی لودھی۔ ضخامت ۱۴۰ صفحات۔ قیمت ۸؍

ملنے کا پتہ:- شیخ محمد قمر الدین، موچی دروازہ، لاہور۔

امام ابن قیمؒ کے مشہور شاگرد حافظ ابن رجب حنبلی نے حدیث "اختصام الملأ الاعلیٰ" کی ایک مفصل شرح لکھی ہے، جس میں انھوں نے بعض ان مسائل پر، جن کو روح دین کہنا چاہیے، اچھی خاصی تحقیقی اور تفصیلی نظر ڈالی ہے۔ بزرگوں کے واقعاتِ خواب کا ذکر البتہ کتاب کی علمی حیثیت کے منافی ہے۔

یہ کتاب اسی شرح کا اردو ترجمہ ہے۔ ترجمہ سادہ ضرور ہے مگر نہایت سرسری اور پھسپھسا۔ عربی کے محاورات کا محض لفظی ترجمہ کرکے رکھ دیا گیا ہے۔ کتاب کا نام بھی کچھ موزوں نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اس میں کوئی ایسی جامعیت نہیں جو تمام مضامینِ حدیث مذکورہ پر حاوی ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ذکر تو اس حدیث میں صرف ایک ضمنی حیثیت سے آیا ہے۔ اصل مقصود تو وہ تعلیمات ہیں جو اس لقائے الٰہی کے وقت حضورؐ کو ملیں۔

مسئلۂ تصویر ضخامت ۸۰ صفحات۔ قیمت ۴؍ ملنے کا پتہ مکتبۂ نشأۃ ثانیہ۔ حیدرآباد دکن۔

اس کتابچہ میں دو مضمون شامل ہیں۔ ایک تو مدیر ترجمان القرآن کا بعنوان "فوٹو کا مسئلہ" جو رسالہ ترجمان القرآن کی کسی گذشتہ اشاعت میں "رسائل و مسائل" کے تحت شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا ...... مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوی کا بعنوان "تصویر علم و عقل کی روشنی میں" جو رسالہ "الفرقان" میں شائع ہو چکا ہے۔ پہلا مضمون مختصر اور دوسرا مفصل ہے۔ ان کے پڑھنے سے ایک مسلمان کو تصویر کشی و تصویر بینی کے متعلق اسلامی احکام معلوم ہونے کے علاوہ ان احکام کی حکمت و مصلحت بھی پورے طور پر ذہن نشین ہو جائے گی۔

روح حیات از جناب اختر قریشی صاحب۔ ضخامت ۱۱۲ صفحات قیمت ۱عہ

ملنے کا پتہ: ادارہ نشریات اردو۔ حیدرآباد۔ دکن۔

اختر قریشی صاحب اردو کے نوجوان ادیبوں میں سے ہیں۔ ایک ادبی رسالہ "سفینہ" کے اڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ یہ کتاب ان کے مختلف خطوط کا مجموعہ ہے، جن میں انھوں نے سماج اور موجودہ مذہبیت کے خلاف اپنے باغیانہ افکار بڑی بے باکی سے بیان کیے ہیں۔ ہم اس بے باکیٔ گفتار پر انھیں داد تو دے سکتے ہیں مگر اسلامی مسائل کے بارے میں ان کے انداز فکر و نظر کو خوش آمدید نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس پر زمانہ حاضر کے بے لگام تجدد کی ایک ہلکی سی تہ چڑھی نظر آتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ترکی کی رفتار ترقی پر نگاہ ڈالتے ہیں اور اس پر، ایک مسلمان ہوتے ہوئے، بجائے بے چینی کے، ایک فخر اور ایک اطمینان محسوس کرتے ہیں۔

یوں اس کتاب کی زبان میں ادبی نزاکتیں اور شوخیاں سراہنے کے قابل ہیں، مگر حیدرآباد کے مخصوص محاورات دوسروں کے مذاق پر گراں ضرور گذرتے ہیں۔ مزید غضب یہ ہے کہ "ق" کو "خ" اور "خ" کو "ق" بولنے کا جو رواج وہاں ابھی تک صرف تقریر و گفتگو کی حد تک تھا وہ اب اسے کو پھاند کر تحریر کی مملکت میں بھی گھستا نظر آتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کتاب میں "پر قینچ" کو بڑی بے تکلفی سے "پر خینچ" کر دیا گیا ہے۔

(ص - ا)